گیرائی وگہرائی کا نمونہ ہوتا اور اکثر تفصیل و اطناب میں ابر گہربار و دریا بدست کی تصویر نگاہوں میں گھوم جاتی، یادش بخیر فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ کے عہد مبارک تک درس حدیث کا جاہ وجلال قابل صد رشک رہا اور آج بھی الحمد للہ انہی پیش رو بزرگوں کے خوشہ چینوں کے ذریعہ درس حدیث کی آبرو محفوظ ہے۔

انہی خوشہ چینوں میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کا اسم گرامی بھی ہے۔ جنکے امالی درس "حقائق السنن" کے نام سے اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ حضرت موصوف کے امالی اپنے پیش رو بزرگوں کی علمی ژرف نگاہی کا شہکار جمیل ہیں جنہیں مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی مدرس دارالعلوم حقانیہ مرتب فرمارہے ہیں۔ اور جو مولانا سمیع الحق صاحب کی نگرانی میں مرتب اور طبع کئے جارہے ہیں حضرت موصوف کا درس حدیث ایک ہی فن کے مباحث تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف، نحو، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، بیان مذاہب، وجوہ ترجیح، اسرار وحکم، حقائق ومعارف سے لبریز نکات، تاریخ اور متن وسند کے ہر ہر جز کی دلنشین تشریحات پر مشتمل ہے۔ ان تمام چیزوں میں سب سے زیادہ زور فقہ اور اصول فقہ پر صرف کیا گیا ہے۔ پہلے ائمہ اربعہ بلکہ بعض مقامات پر تابعین وتبع تابعین کے عہد کے اکثر مجتہدین کے مذاہب کا بیان ہے۔ نہایت وسعت وکشادہ قلبی کے ساتھ ان کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ پھر حنفیہ کے مذہب کیلئے وجوہ ترجیح کی تفصیل کی گئی ہے اور دیگر ائمہ کی مستدل احادیث کے بارے میں ایسی لطیف توجیہات پیش کی گئی ہیں جن سے قلب ودماغ منور ہو جاتے ہیں۔ کہیں کہیں احناف کے اصول استنباط کی مدد سے عصری مسائل کا واقعی حکم اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کا ابدی اور آفاقی ہونا ایک امر محسوس معلوم ہونے لگتا ہے جستہ جستہ قرن اول سے لیکر آج تک کے باطل فرقوں کی تردید کا بھی اہتمام کیا گیا ہے —— ان امالی کے آئینہ میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب اپنے اکابر کیطرح کسی خاص اقلیم کے فرماں روا نہیں بلکہ مملکت علم وفن کے تاجدار معلوم ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس علماء دیوبند کی جامعیت وعبقریت کے اس امین کو تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

آخر میں مشورے کے طور پر مرتب امالی کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ خصوصی طور پر ان مقامات کو زیادہ منقح کریں جہاں متعدد توجیہات نقل کی گئی ہیں یعنی اس مقام پر یہ بات واضح ہونی چاہئے صاحب امالی کے نزدیک کونسی توجیہ راجح ہے جیسے ص۱۱۳ وص۱۱۴ پر امام ترمذی کے "حسن صحیح" کی تعیین مراد میں متعدد اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ صاحب امالی کس قول کو ترجیح قرار دیتے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس حضرت موصوف کے افادات کو طالبان علوم کیلئے نفع بخش فرمائے اور مرتب کو اس علمی شاہکار کی تکمیل کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہل حق

اعلیٰ تعلیم یافتہ افسروں سے ایک گفتگو

۲۳؍اپریل ۱۹۸۳ء پاکستان اکیڈمی برائے دیہی ترقی پشاور کا سہ روزہ اسلامی تعلیمات کا پروگرام، دارالعلوم حقانیہ میں آکر انجام پاتا تھا۔ چنانچہ ۲۳؍اپریل کو ۱۰ بجے اکیڈمی کے آفیسرز دارالعلوم تشریف لائے۔ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی۔ اکیڈمی کے چیئرمین مقبول حسین صاحب نے ایک ایک کا حضرت سے تعارف کرایا۔ ایک ایک صاحب حضرت شیخ سے مصافحہ کرتے اور ایک طرف بیٹھتے گئے۔ جب سارے رفقاء مصافحہ سے فارغ ہو کر آرام سے بیٹھ گئے تو چیئرمین نے عرض کی۔ ہمارے آفیسرز کی یہ جماعت تین روز تک دارالعلوم آتی رہے گی۔ اور یہاں کے اکابر اساتذہ کے ساتھ رہ کر ان سے علمی اکتساب اور استفادہ کرتی رہے گی۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تمام حاضرین سے نجی گفتگو کے طور پر ارشاد فرمایا کہ:۔

دارالعلوم حقانیہ میں آپ حضرات کی تشریف آوری ہمارے لئے بڑی مسرت اور خوشی کا باعث ہے۔ آپ سب حضرات بڑے عہدوں اور قومی خدمت کے اہم مناصب پر فائز ہیں۔ عدیم الفرصتی کے باوجود آپ حضرات جو دینی تعلیمات کی تحصیل کی غرض سے دارالعلوم کے بوریہ نشین اور چٹائیوں پر بیٹھنے والے اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، جب آپ نے اسلامی علوم کی خاطر اس قدر تکلیف اور زحمت برداشت کی تو اللہ پاک کی ذات بھی حد درجہ غیرت مند اور اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ وہ اس کے بدلے دینی و دنیوی ترقیات سے یقیناً نوازیں گے۔

علم کی خاطر ایک سلطان عالم دین کی بارگاہ میں

آپ نے تاریخ میں ہارون الرشید کا تذکرہ پڑھا ہوگا بہت بڑے خلیفہ اور شاہی جاہ و جلال کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ ان کی آمد ہوئی تو اپنا ایک وزیر امام مالکؒ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ میں آپ سے مؤطا (حدیث کی ایک اہم کتاب ہے) پڑھنا چاہتا ہوں آپ میرے ہاں تشریف لے آئیں۔ امام مالکؒ نے جواب میں کہلا بھیجا۔ مجھے ذاتی طور پر شاہی دربار میں حاضر ہونے سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ مجھے وہاں میری

ذاتی حیثیت سے نہیں بلکہ عالم دین اور استاد حدیث کی حیثیت سے بلایا جا رہا ہے۔ علم دین اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جسے امیروں کے دروازوں پر لے جاکر ذلیل نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا میرا وہاں جانا مناسب نہیں۔

ہارون الرشید نے امام مالک کا یہ جواب سنا تو خود چل کر آئے۔ اور آپ کی درسگاہ میں آکر آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ امام مالکؒ نے فرمایا۔

مدینہ میں لوگ دین کی عزت کرتے ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور پورے ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ مگر آپ نے اس کی کوئی عزت نہ کی۔ اور نہ ادب کو ملحوظ رکھا۔ تو ہارون الرشید نے کہا، حضور مجھ سے غلطی ہوئی معاف فرمادیں۔ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

اس کے بعد امام مالکؒ سے ہارون الرشید نے درخواست کی کہ آپ قرارت حدیث فرمادیں اور ہم طلبہ اسے سنیں۔ اور اسی پر اصرار کیا۔ مگر امام مالکؒ نے فرمایا کہ میری درسگاہ میں کافی وقت سے قرارت التلمیذ علی الشیخ جاری ہے۔ میں خود کمزور ہوگیا ہوں پڑھ نہیں سکتا۔ ہارون الرشید نے پھر اپنی درخواست اور مطالبہ دہرایا۔ امام مالکؒ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا یہ بادشاہ ہے بوتا رہے گا۔ تم حسب معمول اپنی قرارت جاری رکھو۔ تو جب تک ہارون الرشید کا مدینہ منورہ میں قیام رہا باقاعدہ امام مالکؒ کی درسگاہ میں حاضر ہوتا رہا۔ اور قرارت التلمیذ علی الشیخ جاری رہی۔

فقیر، امیروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے

آپ بڑے لوگ اور آفیسرز ہیں۔ ہم جیسے مساکین اور فقراء کے ساتھ بیٹھنا یہ آپ کی اپنی نیک فطرتی اور دین پسند مزاجی ہے۔ دینی مدارس کے طلبا اور مدرسین، فقراء ہیں، اللہ نے ان کو اپنے ہاں مقبولیت کا بڑا درجہ دیا ہے۔ ایک روز چند فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فقر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا۔

فقیر، امیروں کی نسبت پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ جب کہ دولت مندوں کو خدا کی بارگاہ میں اپنی دولت کا حساب دیتے ۵۰۰ برس گذر جائیں گے۔

آپ لوگوں کو جو دینی مدارس کے اساتذہ و طلبہ اور خدام سے محبت ہے بمقتضائے حدیث "المرء مع من احب" یہ آپ کی دینداری خدا کے حضور مقبولیت کی علامت ہے۔

جہاد افغانستان ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء۔ ارشاد فرمایا۔ آج جو رائے ونڈ میں تبلیغی اجتماع کے لئے قافلے روانہ ہو رہے ہیں اور دارالعلوم میں ان کا پڑاؤ ہوتا ہے اس کو دارالعلوم کے لئے نیک فال اور سعادت کا باعث سمجھتا ہوں۔

افغان مجاہدین کا وفد حاضر خدمت ہوا جس میں بیشتر علماء بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء تھے، ان سے